ایک قرآن، دو تلواریں

محمد تابعی ○

مرشد عام استاذ حسن البنا کو دو سالوں میں دو بار دیکھا۔ پہلی مرتبہ اس وقت دیکھا جب وہ میڈیکل کے طلبہ کے ایک گروپ سے مخاطب تھے اور دوسری دفعہ جب وہ چند پڑھے لکھے نوجوانوں سے تبادلۂ خیال کر رہے تھے۔ دونوں مرتبہ سامعین نے ہنسی مذاق اور شور و شغب میں ان کی بات کو غیر مؤثر کرنا چاہا، لیکن وہ اس طرح محوِ گفتگو رہے کہ سننے والوں کے دل موہ لیے، بلکہ دلوں پر قبضہ جما لیا، یوں دونوں مواقع پر اپنے مخالفین پر چھا گئے۔

میں نے انھیں خاموشی سے غور و فکر کرتے ہوئے بھی دیکھا ہے، اور گفتگو کرتے ہوئے بھی۔ دونوں حالتوں میں ان کے چہرے پر متانت و سنجیدگی کے گہرے نقوش عیاں اور کشادہ و روشن پیشانی پر فہم و فراست کی کرنیں جیسے پھوٹ رہی ہوں، جس کے درمیان کثرت سجود سے بن جانے والا سیاہی مائل نشان نمایاں نظر آتا ہے۔

ان کی آنکھیں مُقطّم (مصر میں ایک پہاڑ) کے چشموں کی طرح تھیں جنھیں تم کم گہرا سمجھتے ہو، مگر جب ان میں کوئی پتھر پھینکتے ہو تو وہ لڑھکتا چلا جاتا ہے۔ اس کے لڑھکنے کی آواز دیر تک آتی رہتی ہے، حتیٰ کہ آواز آنا بند ہو جاتی ہے مگر وہ پتھر لڑھکتا ہی رہتا ہے۔

○ محمد تابعی مصر کے بڑے معروف صحافی تھے۔ یہ مکالمہ اور خاکہ انھوں نے آخر ساعۃ (آخری گھڑی)' مارچ ۱۹۴۶ء میں شائع کیا تھا۔ یہ حسن البنا کے ادبی حسن و جمال اور لطافت و رعنائی خیال سے بھرپور خاکہ ہے۔ اس کی ادبی لطافتوں کو ترجمے میں منتقل کرنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ ترجمہ: ڈاکٹر محمد اسحاق منصوری

ہمیشہ مسکراتے ہوئے' چاق و چوبند' کشادہ قد و قامت' ایسے مضبوط جیسے شاہ بلوط کا درخت۔ ان کی آواز میں گہرائی' گیرائی اور زیر و بم ہے۔ ان کی زبان میں اثر پذیری کا جادو ہے۔ جب بولتے تو اہل عقل و خرد مسحور ہو جاتے۔ عقلی دلائل اور شوکت اسلام کے تاریخی واقعات ان کی گفتگو میں ایسے برجستہ اور برمحل آتے چلے جاتے ہیں، جیسے کوئی ماہر توپچی پوری توجہ کے ساتھ دیکھ کر ٹھیک ٹھیک اپنے ہدف پر گولہ داغتا ہے۔ ان کے یہ گولے ان کے مخالفین پر بم بن کر پھٹتے ہیں۔

تمھارا کیا خیال ہے ان رنگوں اور لکیروں سے کسی قائد کی تصویر بن سکتی ہے؟

اس مرتبہ مصر کس آواز پر بیدار ہوگا؟

کس در سے صبح کی روشنی کی پو پھوٹے گی؟

مصری تاریخ کا نیا شان دار ورق کس کے خون سے لکھا جائے گا؟

وہ وقت کب آئے گا جب مصر خامیوں و کمزوریوں سے نجات حاصل کر لے گا؟

لوگ کہتے ہیں اس کا علم اللہ تبارک و تعالیٰ کو ہے اور اس کے بعد اخوان المسلمون کو ___

سوال یہ ہے کہ اخوان المسلمون کون ہیں؟

مبصرین کے خیال میں یہ وہ لوگ ہیں' جو ہر مظاہرے کے پیچھے اور ہر ہڑتال میں سرگرم ہیں۔ یہ وہ تحریک اور طاقت ہے جو اس بیداری کی سرخیل ہے جو آج کل ملی احساس کو زندہ کر رہی ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں' جنھوں نے ایک ہی دن میں جلاوطنی کے ایک لاکھ بیج (badge) نہ صرف تقسیم کر دیے بلکہ انھیں معزز مصریوں کے سینوں پر سجا بھی دیا۔

یہ الاخوان کون ہیں؟

'الاخوان' سے وہ تنظیم و جمعیت مراد ہے، جن کا نشانِ امتیاز یہ مربوط تلواریں ہیں جن کے درمیان قرآن ہے جس کے نیچے اعدو (تیاری کرو) لکھا ہے۔

مرشد عام: مشرع شخصیت' چمکتی آنکھیں' فیصلہ کن اور توانا آواز۔ اس کے ایک حکم پر لاکھوں انسان اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہادینے کے لیے تیار ہیں اور یہی وہ اصل طاقت ہے۔

میں نے الاستاذ حسن البنا سے دوتلواروں کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے کہا:

'یہ جہاد کی نشانیاں ہیں'

اور یہ قرآن؟

'جہاد کا دستور ہے، زندگی بھر جہاد کا'

میں نے پوچھا: دو تلواروں کے درمیان جو کلمہ لکھا ہے؟

فرمایا: یہ قرآن کی ایک آیت کریمہ کا پہلا کلمہ ہے:

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ (الانفال ۸:۶۰) اور تم لوگ، جہاں تک تمھارا بس چلے، زیادہ سے زیادہ طاقت اور تیار بندھے رہنے والے گھوڑے ان کے مقابلے کے لیے مہیا رکھو، تاکہ اس کے ذریعے اللہ کے اور اپنے دشمنوں کو خوف زدہ رکھو۔

ابھی ہم گفتگو مکمل نہیں کر پائے تھے کہ ان کے ۵ ہزار انصار جلاوطنی کے دن کے حادثے کے بعد ان سے ہدایات لینے پہنچ گئے۔ اب اس شخص کی نمایاں خوبی ظاہر ہوتی ہے۔ وہ جانتا ہے کہ لوگوں کو خطاب کس طرح کیا جائے اور ان کے احساسات کو کس طرح شعلہ بار کیا جائے۔ میں سن رہا تھا جب وہ ان سے کہہ رہے تھے: سنو! اے بہترین انسانو، جنھیں اللہ نے انسانیت کی بھلائی کے لیے چن لیا ہے۔ سنو! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سپاہیو' اے لشکر نجات' آزادی کے پیغامبرو' اے راتوں کے تہجد گزارو اور دن کے شہسوارو۔

میں نے یہ افتتاحیہ کلمات سنے اور پھر میں نے حاضرین کو بجلی کی سی گرج دار آواز میں لبیک کہتے سنا---''اللہ اکبر' اللہ اکبر' کامیابی ایمان والوں ہی کے لیے ہے''۔ آدمی فوراً سمجھ جاتا ہے کہ اس شخص کو اپنے عوام کی نفسیات کو سمجھنے کی غیر معمولی صلاحیت عطا ہوئی ہے۔ وہ عوام کے جذبات کو اُبھارنا اور ان کو رخ دینا جانتے ہیں۔

جو کچھ ہوا، اس پر مرشد اپنے احساسات کا اظہار کر رہے ہیں۔ وہ انھیں پُرامن مظاہروں کا حکم دیتے ہیں' تاہم وہ یہ نہیں سمجھتے کہ صرف پُرامن مظاہروں سے مصر کو اس کے حقوق مل جائیں گے، لیکن ان کی یہ سوچی سمجھی راے ہے کہ فی الحال یہ خون دینے کا وقت نہیں ہے ـــــ اس لیے اپنی طاقت کو محفوظ رکھا جائے۔

حاضرین میں سے پھر بجلی کی گرج سنائی دیتی ہے: اللّٰه اکبر ' وللّٰه الحمد۔ مرشد